31

اشتعال انگیزی کا الزام سراسر غلط اور بے بنیاد ہے
میں نے جو کچھ کہا تھا وہ قرآن مجید کی تعلیم کے عین مطابق ہے

اگر کوئی ناجائز دخل اندازی کرتا ہے تو قانون کے ذریعہ اُسے مداخلت سے روکنا ہمارا حق ہے

(فرمودہ 10 راگست 1956ء بمقام ربوہ)

تشہد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

''میں آج ربوہ آ رہا تھا کہ رستہ میں ایک دوست نے مجھے بتایا کہ لاہور کے اخبار ''نوائے پاکستان'' میں کسی کا ایک مضمون چھپا ہے کہ امام جماعت احمدیہ ہمارے خلاف اشتعال انگیزی کر رہا ہے۔ گورنمنٹ اِس طرف توجہ کرے۔ حقیقت یہ ہے کہ ایک شخص کے بارہ میں ایک دوست نے لکھا کہ میں اُس کا ایک عرصہ تک دوست رہا ہوں۔ اُس نے کہا ہے کہ دو سال تک میں اتنی طاقت پکڑ جاؤں گا کہ میں ربوہ جا کر مرزا ناصر احمد کو بازو سے پکڑ کر

ربوہ سے نکال دوں گا۔اور دوسری بات مری میں ایک دوست نے بتائی کہ اس شخص کا ایک دوست سرگودھا میں ایک وکیل کے پاس گیا اور اُس سے کہنے لگا کہ میں اپنے دوستوں کی ایک پارٹی بنا کر اس گاؤں میں جاؤں گا جہاں کا میرا دوست رہنے والا ہے۔ اُس کے بھائی نے ساری زمین پر زبردستی قبضہ کر لیا ہے۔ میں اپنے دوستوں کی مدد سے وہ زمین زبردستی چھین کر اپنے دوست کو دے دوں گا۔

یہ دوواقعات ہیں جو مجھے پہنچے ۔ اب جو پہلا واقعہ ہے کہ مجھے دوسال میں اتنی طاقت نصیب ہو جائے گی کہ میں ربوہ جاؤں گا اور مرزا ناصر احمد کو بازو سے پکڑ کر ربوہ سے نکال دوں گا۔ اِس کی دو ہی صورتیں ہوسکتی ہیں۔ ایک صورت یہ ہوسکتی ہے کہ فی الواقع اُس نے یہ بات کہی تھی۔ اور دوسری صورت یہ ہوسکتی ہے کہ اُس نے یہ بات نہیں کہی۔ رپورٹ کرنے والے نے کہا ہے کہ اس نے یہ بات کہی تھی اور میں نے اسے کہا تھا کہ ایسی باتیں نہیں کہنی چاہییں۔ اگر اس شخص نے یہ بات نہیں کہی تھی تو اس شخص کو کہنا چاہیے تھا کہ جب میں نے اس سے کہا کہ ایسی باتیں نہیں کہنی چاہییں تو اُس نے کہا میں نے تو یہ بات نہیں کہی۔ میں کوئی عالم الغیب ہوں۔ پھر تم مجھ پر یہ الزام کیسے لگاتے ہو۔ میں خدا نہیں کہ ایسی بات کہوں کہ دوسال کے بعد میں اِتنی طاقت پکڑ جاؤں گا کہ ربوہ جا کر مرزا ناصر احمد کو بازو سے پکڑ کر ربوہ سے نکال دوں۔ اور نہ ہی میں کوئی ملہم ہوں کہ میں دعوٰی کروں کہ مجھے الہام ہوا ہے کہ دوسال کے بعد میں اِتنی طاقت پکڑ جاؤں گا کہ ربوہ جا کر مرزا ناصر احمد کو بازو سے پکڑ کر ربوہ سے نکال دوں۔ پھر جب میں نہ تو الہام کا دعوٰی کرتا ہوں اور نہ خدا ہونے کا تو میں مسلمان ہوتے ہوئے ایسی بات کیسے کہہ سکتا ہوں۔ لیکن اس دوست نے لکھا ہے کہ جب میں نے اُسے کہا کہ ایسی باتیں نہیں کرنی چاہییں اور اُسے سمجھایا تو اُس نے ایسا نہیں کہا۔ اب صاف بات ہے کہ جب کوئی شخص مستقبل کی کوئی بات کہے تو یا تو وہ الہاماً کہہ سکتا ہے یا پھر وہ اِس بات کا دعوٰی کرے کہ مجھے خدا تعالیٰ کی طرح غیب کا علم ہے ورنہ مستقبل کے متعلق کوئی بات کہنی جائز کیسے ہوسکتی ہے۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ انسان کو تو دو دن کی بات کا بھی علم نہیں ہو سکتا۔ وہ قرآن کریم میں فرماتا ہے وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا[1]

کوئی جان نہیں جانتی کہ وہ کل کیا کمائے گی۔ اور جب خداتعالیٰ یہ فرماتا ہے کہ کوئی جان نہیں جانتی کہ وہ کل کیا کمائے گی تو اگر کوئی شخص آئندہ دوسال بعد کی بات بتاتا ہے تو لازماً یہ بات ہوگی کہ یا تو اُسے الہام ہوا ہے اور یا وہ خداتعالیٰ کی مانند عالمُ الغیب ہونے کا دعویدار ہے۔ اگر یہ دونوں باتیں نہیں تو اسے کہنا چاہیے تھا کہ میں مسلمان ہوں میں عالمُ الغیب نہیں۔ میں دوسال آئندہ کی بات کیسے بتا سکتا ہوں۔ یا پھر انسان بعض دفعہ عقلی طور پر مستقبل کی بات بیان کر دیتا ہے تو اُس کے ساتھ دلیل بھی دیتا ہے کہ فلاں فلاں وجوہات کی بناء پر مجھے پتا لگتا ہے کہ خداتعالیٰ کی تقدیر فلاں فلاں بات سے نظر آتی ہے۔ مثلاً کسی شخص کو کوئی مُہلک مرض ہو جائے۔ فرض کرو اُسے ہیضہ ہو جائے اور ڈاکٹر نہ ملے اور کوئی علاج نہ ہو سکے تو وہ کہہ دے کہ میرا خیال تو یہی ہے کہ مریض ایک دو دن میں مر جائے گا۔ اُس وقت ہم یہ اعتراض نہیں کریں گے کہ وہ خدائی کا دعویدار ہے یا وہ مُلہم ہونے کا دعوٰی کرتا ہے۔ بلکہ جب کوئی شخص اُس سے دریافت کرے گا کہ تجھے کس طرح علم ہوا کہ مریض ایک دودن میں مر جائے گا؟ تو وہ کہہ دے گا کہ جب خداتعالیٰ کے پیدا کردہ علاج کے سامان میسر نہیں، ڈاکٹر ملا نہیں تو صاف پتا لگتا ہے کہ مریض مر جائے گا۔ اس لیے ظاہری اسباب کو دیکھتے ہوئے میں نے یہ بات کہہ دی ہے۔ اِسی طرح وہ شخص یا تو یہ کہتا کہ فلاں فلاں دلیل کی وجہ سے میں نے مستقبل کی بات کہہ دی ہے کہ دوسال کے بعد مجھے اتنی طاقت نصیب ہو جائے گی کہ میں ربوہ جا کر مرزا ناصر احمد کو بازو سے پکڑ کر ربوہ سے نکال دوں گا تو ہم سمجھتے یہ انسانی بات ہے۔ یا پھر وہ یہ کہتا کہ خداتعالیٰ نے مجھے الہاماً بتایا ہے کہ ایسا ہوگا تو ہم اُسے یہ جواب دیتے کہ ہمیں تمہارے الہام پر یقین نہیں۔ تم اِس قسم کی اَور مثالیں پیش کرو کہ تمہیں الہام ہوا ہو اور پھر وہ پورا ہوگیا ہو۔ اور اگر وہ خداتعالیٰ کی طرح عالمُ الغیب ہونے کا دعوٰی کرتا تو ہم اسے یہ جواب دیتے کہ یہ جھوٹ ہے۔ ہم تجھے عالمُ الغیب نہیں مان سکتے کیونکہ خداتعالیٰ فرماتا ہے وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا کہ کوئی جان نہیں جانتی کہ وہ کل کیا کمائے گی اور تُو کہتا ہے کہ دوسال کے بعد مجھے اتنی طاقت ہو جائے گی کہ میں ربوہ جا کر مرزا ناصر احمد کو بازو سے پکڑ کر ربوہ سے نکال دوں۔ تُو ابھی ربوہ میں آ کے دکھا دے

ہمیں آئندہ دوسال تک انتظار کرنے کی ضرورت نہیں۔ اور یہ اشتعال انگیزی نہیں بلکہ قرآنی آیت کا ترجمہ ہے۔ قرآن کریم کہتا ہے کہ کوئی جان نہیں جانتی کہ وہ کل کیا کمائے گی۔ اور کمائی میں سارے اعمال شامل ہیں۔ فرض کرو کہ وہ شخص چوری کرے اور اس کے نتیجہ میں جیل خانہ میں چلا جائے۔ دوسال کے بعد ہم اسے جھوٹا کرنے کے لیے جیل خانہ سے کیسے لائیں گے۔ یا فرض کرو اُسے بیرونی ممالک میں ترقی کے سامان نظر آئیں اور وہ مثلاً امریکہ چلا جائے۔ یا فرض کرو گورنمنٹ پاکستان اُس کی کسی بات پر خفا ہو کر اُسے ملک سے باہر نکال دے ہمیں اس کا کیا پتا ہے۔ پس جو بات قرآن کریم نے کہی ہے وہی میں نے کہی ہے کہ کل ہم تمہیں کہاں سے لائیں گے۔ اب یا تو پاکستان میں قرآن کریم سے اِس آیت کو نکال دیا جائے اس لیے کہ اس میں دھمکی دی گئی ہے۔ اگر اس کا ترجمہ کرنا دھمکی ہے تو یہ آیت بھی دھمکی ہے۔ اسے فوراً قرآن کریم سے نکال دینا چاہیے کیونکہ یہ ہمیں دھمکی دیتی ہے اور خون ریزی سکھاتی ہے۔ ورنہ اِس فقرہ کے کہ ''ہم تمہیں دوسال کے بعد کہاں سے لائیں گے'' یہ معنے کیسے ہو سکتے ہیں کہ لوگو! تم اسے مارو۔ جبکہ قرآن خود فرماتا ہے کہ کسی شخص کو خود قانون ہاتھ میں لے کر مارنا منع ہے۔ یہ کام حکومت کا ہے نہ کہ افراد کا۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ کوئی جان نہیں جانتی کہ وہ کل کیا کمائے گی۔ اس لیے ممکن ہے کہ آئندہ دوسال میں وہ جُرم کر کے جیل خانہ میں چلا جائے یا اُس سے کوئی ایسا فعل سرزد ہو کہ حکومت اُسے مُلک بدر کر دے یا وہ خود اپنی مرضی سے باہر چلا جائے یا وہ کسی ایسے فعل کا مرتکب ہو کہ اُس سے ناراض ہو کر اُس کی قوم اُس کا بائیکاٹ کر دے جس کی وجہ سے اُس تک پہنچنا مشکل ہو جائے۔ پس میں نے قرآن کریم کی آیت وَمَا تَدۡرِیۡ نَفۡسٌ مَّاذَا تَكۡسِبُ غَدًا کا ترجمہ کیا ہے۔ اس کے کوئی معنے کرلو اس میں یہ مفہوم شامل ہے کہ ہوسکتا ہے کہ وہ ہجرت کر کے کسی دوسرے ملک میں چلا جائے یا کوئی جُرم کر کے جیل خانہ میں چلا جائے یا کسی جُرم کی بناء پر حکومت اُسے ملک بدر کر دے۔ اِس قسم کی بیسیوں باتیں اِس آیت سے نکل سکتی ہیں اور میں نے اپنی تحریر میں اس کی طرف مجملاً اشارہ کیا ہے۔

کوئی کہہ سکتا ہے کہ انبیاءؑ بھی تو آئندہ کے متعلق پیشگوئیاں کرتے ہیں۔ ہم کہتے ہیں

یہ ٹھیک ہے لیکن انبیاءؑ پہلے قریب کی پیشگوئیاں کرتے ہیں۔ چنانچہ حضرت عائشہؓ روایت فرماتی ہیں کہ شروع شروع میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر جو وحی ہوتی تھی وہ اِس طرح کی تھی کہ شام کو نازل ہوتی اور صبح پوری ہو جاتی یعنی جلدی سے پوری ہو جاتی۔ پھر تذکرہ کو دیکھ لو اس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کئی الہامات اِس طرح کے درج ہیں کہ الہام ہوا اتنے روپے فلاں دوست نے بھیجے ہیں اور ڈاکخانہ میں گئے تو منی آرڈر آیا ہوا ہوتا۔2 پھر خدا تعالیٰ فرماتا ہے دیکھ میں تیری کتنی جلدی سنتا ہوں۔3 اب اگر ایسا شخص اِس قسم کی باتیں پیش کرے کہ دو سال کے بعد یہ واقعہ ہوگا تو اُس کی بات مانی جا سکتی ہے۔

اور اگر کوئی اعتراض کرے تو وہ کہہ سکتا ہے کہ جب میری بعض پیشگوئیاں دو منٹ میں بھی پوری ہوئی ہیں، تین منٹ میں بھی پوری ہوئی ہیں، پانچ منٹ میں بھی پوری ہوئی ہیں اور تم نے انہیں دیکھ لیا ہے تو اِس بات کو بھی اُنہی پر قیاس کر لو اور یقین کر لو کہ یہ بات بھی پوری ہو جائے گی۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے خدا تعالیٰ سے علم پا کر پیشگوئی فرمائی تھی کہ آپ مکہ سے نکالے جائیں گے4 اور اُس کے کئی سال بعد آپ مکہ سے نکالے گئے۔ پھر آپ نے یہ پیشگوئی فرمائی کہ آپ مکہ واپس جائیں گے۔5 اب اگر کوئی شخص یہ اعتراض کرتا کہ ہم اس بات کو کیسے مان لیں؟ ہم اتنے سالوں کے بعد حجت پوری کرنے کے لیے آپ کو کہاں سے لائیں گے؟ تو آپ اسے یہ جواب دیتے کہ جب میری بعض پیشگوئیاں کَفَلَقِ الصُّبْحِ یعنی سورج چڑھنے کی مانند پوری ہو گئی ہیں اور تم انہیں دیکھ چکے ہو تو تم اِس کا بھی اُنہی پر قیاس کر لو اور یقین کرو کہ لمبے عرصہ والی پیشگوئی بھی پوری ہو جائے گی۔ اب اگر کوئی شخص اِس قسم کی پیشگوئیاں پیش کر کے ثابت کر دے کہ وہ پوری ہو گئی ہیں تو ہم اُس کی دو سال والی پیشگوئی بھی مان لیں گے۔ لیکن اگر وہ ایسی پیشگوئیاں کیے بغیر لمبے عرصہ والی پیشگوئی بیان کرتا ہے تو ہم کہیں گے قرآن کریم تو یہ کہتا ہے کہ کوئی جان نہیں جانتی کہ کل وہ کیا کمائے گی۔ ہم تیری اس بات پر کیسے یقین کریں۔ ہم تجھے دو سال کے بعد کہاں سے لائیں۔ اس کے جواب میں یا تو اُسے یہ کہنا پڑے گا کہ یہ آیت جھوٹی ہے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو غیب کا علم

نہیں تھا مجھے غیب کا علم ہے۔ اگر کوئی یہ بات کہہ دے تو پھر سارے مسلمان خود اُسے جواب دے لیں گے ہمیں زیادہ فکر کرنے کی ضرورت نہیں اور ہم بھی اسے جواب دے لیں گے اِنْشَاءَ اللّٰہُ۔ ورنہ ساری دنیا جانتی ہے کہ وہ شخص جھوٹا ہے اور ایسا دعوٰی کر رہا ہے جو قرآن کریم کے خلاف ہے۔ خدا تعالیٰ قرآن کریم میں یہ فرماتا ہے کہ کوئی جان نہیں جانتی کہ وہ کل کیا کمائے گی سوائے اِس کے کہ میں اُسے بتاؤں6 کیونکہ وہ فرماتا ہے کہ میں جسے چاہوں غیب پر اطلاع دے دیتا ہوں۔7 پس اگر وہ شخص یہ کہتا کہ مجھے الہاماً بتایا گیا ہے کہ دوسال کے بعد مجھے اتنی طاقت حاصل ہو جائے گی کہ میں ربوہ جا کر مرزا ناصر احمد کو بازو سے پکڑ کر باہر نکال دوں گا تو ہم کہتے میاں! ہمیں تیرے اس الہام پر یقین نہیں۔ تم اس کا ثبوت پیش کرو۔ لیکن اگر وہ الہام کا لفظ نہیں بولتا اور دعوٰی پیش کرتا ہے تو ہم کہیں گے میاں! ہم مجبور ہیں کہ تجھے جھوٹا کہیں۔ تُو خدائی کا دعوٰی کرتا ہے۔ ہم دوسال تک انتظار کیوں کریں۔ اگر تجھ میں طاقت ہے تو اب ربوہ میں آ کر دکھا دے اور یہ بات قرآن کریم کے فرمان کے عین مطابق ہے۔ قرآن کریم کہتا ہے کہ کوئی جان نہیں جانتی کہ وہ کل کیا کمائے گی۔ اگر کوئی شخص مستقبل کے متعلق دعوٰی کرتا ہے تو اسے کہہ دو تم جھوٹے ہو۔ اگر یہ سچ ہے تو ابھی یہ بات کر دکھاؤ ہمیں اتنا لمبا انتظار کرنے کی ضرورت نہیں۔

مجھے خوب یاد ہے کہ ایک مولوی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس آیا اور کہنے لگا میں آپ کا کوئی نشان دیکھنے آیا ہوں۔ آپ ہنس پڑے اور فرمایا میاں! تم میری کتاب حقیقۃ الوحی دیکھ لو تمہیں معلوم ہو گا کہ خدا تعالیٰ نے میری تائید میں کس قدر نشانات دکھائے ہیں۔ تم نے اُن سے کیا فائدہ اُٹھایا ہے کہ اَور نشان دیکھنے آئے ہو۔ پس اگر اس شخص نے دومنٹ یا پانچ منٹ میں پوری ہونے والی دوچار پیشگوئیاں پیش کی ہوتیں تو ہم دوسال کیا اس کی دوسوسال والی پیشگوئی بھی مان لیتے اور کہتے جب ہم نے دوتین یا پانچ منٹ میں پوری ہونے والی پیشگوئیاں دیکھی ہیں تو یہ لمبے عرصہ والی پیشگوئی بھی ضرور پوری ہو گی۔ لیکن اگر کوئی شخص اس قسم کی پیشگوئیاں دکھائے بغیر لمبے عرصہ والی پیشگوئی کرے تو ہم کہیں گے یہ بات عقل کے خلاف ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ مجھے ایک دوست نے مری میں بتایا کہ اس شخص کا ایک دوست سرگودھا میں ایک وکیل کے پاس آیا اور اس نے بیان کیا کہ اس کے بھائی نے ساری زمین پر زبردستی قبضہ کر لیا ہے۔ میں اپنے دوستوں کی ایک پارٹی بنا کر اس کے گاؤں میں جاؤں گا اور ساری زمین اس کے بھائی سے زبردستی چھین کر اسے دوں گا۔ اب اگر میں نے کہا کہ وہ اپنے گاؤں جا کے دکھا دے تو اس میں کیا اشتعال انگیزی ہے۔ اگر اس کے بھائی نے دیکھا کہ اس کے دوست لاٹھیاں اُٹھائے اس پر حملہ کرنے کے لیے آئے ہیں تو وہ پولیس کو اطلاع دے گا اور اس کی مدد سے انہیں گاؤں سے باہر نکال دے گا اور اگر وہ پولیس کی مدد سے گاؤں سے باہر نکال دے گا تو فساد کیسے ہوگا۔ اِسی طرح ربوہ کی زمین صدرانجمن احمدیہ نے خرید کی ہوئی ہے اور مرزا ناصر احمد صدرانجمن احمدیہ کا عہدیدار ہے جو اس کے بنائے ہوئے مکان میں رہتا ہے۔ اگر مرزا ناصر احمد کو کوئی اس مکان سے باہر نکالنے آئے جو صدرانجمن احمدیہ کی ملکیت ہے تو وہ پولیس کو بلا کر اُس شخص کو ربوہ سے باہر نکلوائے گی یا نہیں؟ اور اگر وہ ایسے آدمی کو پولیس کی مدد سے ربوہ سے باہر نکلوائے گی تو یہ عین امن کا قیام ہوگا کیونکہ یہ زمین کسی سے چھینی ہوئی تو ہے نہیں بلکہ گورنمنٹ سے خرید کی ہوئی ہے اور باقاعدہ رجسٹری کرائی ہوئی ہے۔ اگر یہ زمین کسی سے چھینی ہوئی ہوتی تب تو کہا جا سکتا تھا کہ حکومت آپ کی مدد کیوں کرے۔ لیکن جب یہ زمین گورنمنٹ سے باقاعدہ خرید ی ہوئی ہے اور مرزا ناصر احمد صدرانجمن احمدیہ کا عہدیدار ہے جو اس زمین کی مالک ہے اور جس مکان میں وہ رہتا ہے وہ بھی صدرانجمن احمدیہ کا بنایا ہوا ہے۔ تو اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میں مرزا ناصر احمد کو ربوہ سے نکالنے آیا ہوں تو وہ پولیس کو اطلاع دے گی کہ نہیں۔ اور اگر وہ پولیس کی معرفت اُس آدمی کو ربوہ سے باہر نکلوائے گی تو یہ کارروائی فساد کیسے ہو جائے گی؟ یہ تو عین امن کا قیام ہوگا۔ ہمیشہ سے یہ ساری دنیا کا قانون ہے کہ کسی کی مملوکہ زمین یا جائیداد پر زبردستی قبضہ کرنا جُرم ہے۔ یورپ میں بھی یہ جُرم ہے اور امریکہ میں بھی جُرم ہے، پاکستان میں بھی جُرم ہے تو پھر ربوہ میں جو مکانات صدرانجمن احمدیہ نے بنائے ہیں اُن میں اگر کوئی شخص ناجائز دخل اندازی کرتا ہے اور ان پر زبردستی قبضہ کرنا چاہتا ہے تو یہ جُرم کیوں نہیں ہوگا۔ اگر کوئی شخص بُرے ارادے سے یہاں آتا ہے

اور ان مکانات کے مکینوں کو باہر نکالنے کی کوشش کرتا ہے تو صدرانجمن احمدیہ پولیس کی مدد سے اُسے ربوہ سے ضرور باہر نکلوائے گی کیونکہ کسی کی جائیداد میں دوسرا شخص بغیر اس کی اجازت کے دخل اندازی نہیں کرسکتا۔ بلکہ پولیس کا فرض ہے کہ وہ اس کی جائیداد پر کسی کو زبردستی سے قبضہ نہ کرنے دے۔ پس اگر کوئی شخص ناجائز دخل اندازی کرتا ہے اور صدرانجمن احمدیہ کی ملکیتی زمین پر قبضہ کرنا چاہتا ہے تو اسے باہر نکالنا اور اپنی جائیداد کی حفاظت کرنا صدرانجمن احمدیہ کا قانوناً حق ہے اور یہ عین قانون ہے۔ اور جو شخص یہ کہتا ہے کہ یہ قانون کے خلاف ہے اُس کی عقل ماری گئی ہے اور اس پر اِنَّـا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ کے سوا اَور کیا کہا جا سکتا ہے۔

پس میں نے پہلے بھی کہا ہے اور اب پھر کہتا ہوں کہ ربوہ کی زمین صدرانجمن احمدیہ کی خریدکردہ ہے اور مرزاناصراحمد اس کا عہدیدار ہے اور صدرانجمن احمدیہ کے بنائے ہوئے مکان میں رہتا ہے۔ اس لیے کوئی آئے اور اسے باہر نکال کر دکھائے۔ اگر کوئی ایسا کرنے کی کوشش کرے گا تو پولیس اسے ربوہ سے باہر نکال دے گی کیونکہ یہ ناجائز دخل اندازی اور زبردستی قبضہ کرنا ہے اور پولیس کا فرض ہے کہ ایسے شخص کو ربوہ سے باہر نکال دے۔ اگر پولیس کسی شخص کو شہر سے باہر نکال دے تو یہ فساد کا موجب کس طرح ہوسکتا ہے۔ خصوصاً جبکہ گواہ بھی مل جائیں کہ وہ بد ارادہ سے یہاں آیا ہے۔ اگر پولیس کو پتا لگ جائے کہ کوئی شخص صدرانجمن احمدیہ کے کسی بڑے افسر کو زبردستی نکالنے آیا ہے اور وہ کوئی کارروائی نہ کرے تو خود پولیس کے خلاف کارروائی کی جا سکتی ہے اور عدالت یا حکومت کا دروازہ کھٹکھٹایا جا سکتا ہے۔ کیونکہ اس کی ملکیت کی حفاظت کرنا پولیس کا فرض ہے۔ اگر کوئی شخص اس میں دخل اندازی کرے تو یقیناً پولیس اُس کو روکے گی اور یہ قانون کے مطابق ہو گا، عقل کے مطابق ہو گا اور شریعت کے مطابق ہو گا۔ ورنہ جب تک ناجائز دخل اندازی کا قانون باقی ہے میرا یہ کہنا درست ہے کہ کوئی شخص ربوہ میں داخل ہوکر مرزاناصراحمد کو نکال کر تو دکھائے۔ اور جو شخص کہتا ہے کہ میں مکان کے مالک یا اُس کے نمائندہ کو نکال دوں گا وہ اپنی زبان سے جُرم کا اقرار کرتا ہے اور تسلیم کرتا ہے کہ وہ بد ارادہ سے آیا ہے۔ اگر اسلامی حکومت ہوتی تو وہ جُرم کے

ارتکاب سے پہلے روکا جاتا۔ چونکہ انگریزی قوانین کی نقل ہو رہی ہے اور قاعدہ بنایا گیا ہے کہ وقوعہ ہو لے تو پولیس کارروائی کرے گی اس لیے وہ ایک حد تک محفوظ ہے حالانکہ اگر کوئی منہ سے اقرار کرتا ہے کہ میں فلاں جُرم کروں گا تو وہ کم از کم اِس تعزیز کے نیچے آ جاتا ہے کہ پولیس اس کے خلاف کارروائی کرے اور اُس سے تحریر لے کہ اُس نے اپنا ارادہ بدل لیا ہے۔

میں پھر کہتا ہوں کہ جو شخص اِس غرض سے یہاں آئے گا کہ وہ مرزا ناصر احمد کو ربوہ سے نکال دے وہ ربوہ میں داخل نہیں ہو سکتا کیونکہ مرزا ناصر احمد صدر انجمن احمدیہ کا ملازم ہے اور اُس کے بنائے ہوئے مکان میں رہتا ہے۔ اگر کوئی اسے ربوہ سے نکالے گا تو اِس کے معنے ہیں کہ وہ صدر انجمن احمدیہ کو اُس کی خریدی ہوئی زمین کے قبضہ سے محروم کرنا چاہتا ہے۔ شہر میں داخل ہونے کے یہ معنے نہیں کہ یہاں تُھوک کر چلا جائے بلکہ اِس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنی من مانی کارروائی کرے''۔

(الفضل 14/اگست 1956ء)

1: لقمان: 39

2: تذکرہ صفحہ 94 ایڈیشن چہارم 2004ء

3: تذکرہ صفحہ 94 ایڈیشن چہارم 2004ء

4: وَاِنْ كَادُوْا لَيَسْتَفِزُّوْنَكَ مِنَ الْاَرْضِ لِيُخْرِجُوْكَ مِنْهَا وَاِذًا لَّا يَلْبَثُوْنَ خِلٰفَكَ اِلَّا قَلِيْلًا (بنی اسرائیل: 77)

5: اِنَّ الَّذِىْ فَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لَرَآدُّكَ اِلٰى مَعَادٍ (القصص: 86)

6: اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ ۚ وَيَعْلَمُ مَا فِى الْاَرْحَامِ ؕ وَمَا تَدْرِىْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا ؕ (لقمان: 35)

7: مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِىْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ (آل عمران: 180)